غزلیں

تشنہ اعظمی

○

مری بے خواب ان آنکھوں کے منظر بول پڑتے ہیں
یہ چادر بول پڑتی ہے یہ بستر بول پڑتے ہیں

بھلا کیسے چھپاؤں اپنا یہ پُر درد افسانہ
میں چپ رہتا ہوں تو غم کے سمندر بول پڑتے ہیں

بجائے آنسوؤں کے خون برساتی ہیں یہ آنکھیں
پرانے زخم جب اس دل کے اندر بول پڑتے ہیں

ہے جس کا نام سچائی بس اس کے حق میں تم اور ہم
مگر تردید میں لشکر کے لشکر بول پڑتے ہیں

ہماری لب کُشائی پر کیوں آخر اتنا ہنگامہ
مسلسل ٹھوکریں کھا کر تو پتھر بول پڑتے ہیں

فقط اپنی بیاں بازی کی خوش فہمی میں اے لوگو!
ہمیں گونگا نہ تم سمجھو ہم اکثر بول پڑتے ہیں

میاں ایسی عدالت میں بھلا انصاف کیا ہوگا
جہاں مظلوم سے پہلے ستمگر بول پڑتے ہیں

غنیمت ہے کہ اب بھی بادلوں کی اوٹ سے تشنہؔ
اندھیروں کے مقابل ماہ و اختر بول پڑتے ہیں

538-B/43، دین دیال نگر، روپ پور کھدرا، لکھنؤ (یوپی)

جلیس نجیب آبادی

○

تجھے دل ڈھونڈتا ہے رہگزر در رہگزر اب تک
تری آوازِ پا کے منتظر ہیں دشت و در اب تک

زمانہ رات کی بانہوں میں کب کا سو چکا لیکن
ہمارا راستہ روکے کھڑی ہے دوپہر اب تک

جدائی مستقل آزار ہے لیکن یہ کیا کم ہے
تری یادوں سے روشن ہیں مرے شام وسحر اب تک

کبھی فرصت ملے تو چند لمحوں کے لیے آجا
تجھے آواز دیتے ہیں وفاؤں کے کھنڈر اب تک

وہ کچّے زخم خوردہ بام و در، اِملی کے سائے میں
دلِ محزوں میں ہے آباد وہ چھوٹا سا گھر اب تک

ذرا سا مختلف ہے دوسروں سے راستہ اپنا
سمجھ پائی نہ ہم کو سرزمینِ تاجورؔ اب تک[1]

[1] علامہ تاجورؔ نجیب آبادی کا وطن، نجیب آباد

پٹھان پورہ، نجیب آباد (یوپی)